سُورۃ القدر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ۝

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ

فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ۝ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۝

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ یہ لیلۃ القدر اگرچہ اپنے مشہور معنوں کے رُو سے ایک بزرگ رات ہے لیکن قرآنی اشارات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا کی ظلمانی حالت بھی اپنی پوشیدہ خوبیوں میں لیلۃ القدر کا ہی حکم رکھتی ہے اور اس ظلمانی حالت کے دنوں میں صدق اور صبر اور زُہد اور عبادت خدا کے نزدیک بڑا قدر رکھتا ہے اور وہی ظلمانی حالت تھی کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے وقت تک اپنے کمال کو پہنچ کر ایک عظیم الشّان نُور کے نزول کو چاہتی تھی اور اسی ظلمانی حالت کو دیکھ کر اور ظلمت زدہ بندوں پر رحم کر کے صفتِ رحمانیت نے جوش مارا اور آسمانی برکتیں زمین کی طرف متوجّہ ہوئیں سو وہ ظلمانی حالت دُنیا کے لئے مبارک ہوگئی اور دُنیا نے اس سے ایک عظیم الشّان رحمت کا حِصّہ پایا کہ ایک کامل انسان اور سیّد الرسل کہ جس سا کوئی پیدا نہ ہوا اور نہ ہوگا دُنیا کی ہدایت کے لئے آیا اور دُنیا کے لئے اس روشن کتاب کو لایا جس کی نظیر کسی آنکھ نے نہیں دیکھی پس یہ خدا کی کمال روحانیت کی ایک بزرگ تجلّی تھی کہ جو اُس نے ظلمت اور تاریکی کے وقت ایسا عظیم الشّان نور نازل کیا جس کا نام فرقان ہے جو حق اور باطل میں فرق کرتا ہے جس نے حق کو موجود اور باطل کو نابُود کر کے دکھلا دیا۔ وہ اس وقت زمین پر نازل ہوا جب زمین ایک

موتِ رُوحانی کے ساتھ مَر چکی تھی اور برّ اور بحر میں ایک بھاری فساد واقع ہو چکا تھا پس اس نے نزول فرما کروہ کام کر دکھایا جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ اشارہ فرما کر کہا ہے اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا[1] یعنی زمین مَر گئی تھی اَب خدا اس کو نئے سرے سے زندہ کرتا ہے۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۱ حاشیہ)

اِس سُورت کا حقیقی مطلب جو ایک بھاری صداقت پر مشتمل ہے جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں... اِس قاعدہ کُلّی کا بیان فرمانا ہے کہ دُنیا میں کب اور کس وقت میں کوئی کتاب اور پیغمبر بھیجا جاتا ہے۔ سو وہ قاعدہ یہ ہے کہ جب دلوں پر ایک ایسی غلیظ ظلمت طاری ہو جاتی ہے کہ یکبارگی تمام دل رُو بدنیا ہو جاتے ہیں اور پھر رُو بدنیا ہونے کی شامت سے اُن کے تمام عقائد و اعمال و افعال و اخلاق و آداب اور نیتوں اور ہمتوں میں اختلالِ کُلّی راہ پا جاتا ہے اور محبتِ الٰہیہ دلوں سے بکلّی اُٹھ جاتی ہے اور یہ عام وَبا ایسا پھیلتا ہے کہ تمام زمانہ پر رات کی طرح اندھیرا چھا جاتا ہے تو ایسے وقت میں یعنی جب وہ اندھیرا اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ رحمتِ الٰہیہ اس طرف متوجہ ہوتی ہے کہ لوگوں کو اُس اندھیری سے خلاصی بخشے اور جن طریقوں سے اُن کی اصلاح قرینِ مصلحت ہے ان طریقوں کو اپنے کلام میں بیان فرماوے۔ سو اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے آیتِ ممدوحہ میں اشارہ فرمایا کہ ہم نے قرآن کو ایک ایسی رات میں نازل کیا ہے جس میں بندوں کی اِصلاح اور بھلائی کے لئے صراطِ مستقیم کی کیفیت بیان کرنا اور شریعت اور دین کی حدود کو بتانا ازبس ضروری تھا یعنی جب گمراہی کی تاریکی اِس حد تک پہنچ چکی تھی کہ جیسی سخت اندھیری رات ہوتی ہے تو اس وقت رحمتِ الٰہی اس طرف متوجہ ہوئی کہ اس سخت اندھیری کے اُٹھانے کے لئے ایسا قوی نور نازل کرکے اپنے بندوں کو وہ عظیم الشان نور عطا کیا کہ جو شکوک اور شبہات کی اندھیری کو دُور کرتا ہے اور روشنی کو پھیلاتا ہے۔ اِس جگہ جاننا چاہیئے کہ اس باطنی لیلۃ القدر کو ظاہری لیلۃ القدر سے کہ جو عند العوام مشہور ہے کچھ منافات نہیں بلکہ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ ہر ایک کام مناسبت سے کرتا ہے اور حقیقتِ باطنی کے لئے جو ظاہری صورت مناسب ہو وہ اس کو عطا فرماتا ہے۔ سو چونکہ لیلۃ القدر کی حقیقتِ باطنی وہ کمال ضلالت کا وقت جس میں عنایتِ الٰہیہ اصلاحِ عالم کی طرف متوجہ ہوتی ہے سو خدا تعالیٰ نے بغرض تحقق مناسبت اس زمانۂ ضلالت کی آخری جُز کو جس میں ضلالت اپنے نکتۂ کمال تک پہنچ گئی تھی خارجی طور پر ایک رات میں مقرر کیا اور یہ رات وہ رات تھی جس میں خداوند تعالیٰ نے دُنیا کو کمال ضلالت میں پاکر اپنے پاک کلام کو اپنے نبی پر اُتارنا ارادہ فرمایا سو اس

---

[1] سورۃ الحدید : ۱۸

جہت سے نہایت درجہ کی برکات اُس رات میں پیدا ہو گئی یا یُوں کہو کہ قدیم سے اسی ارادۂ قدیم کے رُو سے پیدا تھی اور پھر اس خاص رات میں وہ قبولیت اور برکت ہمیشہ کے لئے باقی رہی اور پھر بعد اس کے فرمایا کہ وہ ظلمت کا وقت کہ جو اندھیری رات سے مشابہ تھا جس کی تنویر کے لئے کلامِ الٰہی کا نور اُترا۔ اس میں بباعث نزولِ قرآن کی ایک رات ہزار مہینہ سے بہتر بنائی گئی۔ اور اگر معقولی طور پر نظر کریں تب بھی ظاہر ہے کہ ضلالت کا زمانہ عبادت اور طاعتِ الٰہی کے لئے دوسرے زمانہ سے زیادہ تر موجبِ قُرب و ثواب ہے پس وہ دوسرے زمانوں سے زیادہ تر افضل ہے اور اسکی عبادتیں بباعث شدّت و صعوبت اپنی قبولیت سے قریب ہیں اور اس زمانہ کے عابد رحمتِ الٰہی کے زیادہ تر مستحق ہیں کیونکہ سچے عابدوں اور ایمانداروں کا مرتبہ ایسے ہی وقت میں عنداللہ متحقق ہوتا ہے کہ جب تمام زمانہ پر دُنیا پرستی کی ظلمت طاری ہو اور سچ کی طرف نظر ڈالنے سے جان جانے کا اندیشہ ہو اور یہ بات خود ظاہر ہے کہ جب دِل افسردہ اور مُردہ ہو جائیں اور سب کسی کو جیفۂ دُنیا ہی پیارا دکھائی دیتا ہو اور ہر طرف اِس رُوحانی موت کی زہرناک ہَوا چل رہی ہو اور محبتِ الٰہیہ یک لخت دلوں سے اُٹھ گئی ہو اور رُوبحق ہونے میں اور وفادار بندہ بننے میں کسی نوع کے ضرر متصوّر ہوں نہ کوئی اس راہ کا رفیق نظر آوے اور نہ کوئی اِس طریق کا ہمدم ملے بلکہ اس راہ کی خواہش کرنے والے پر موت تک پہنچانے والی مصیبتیں دکھائی دیں اور لوگوں کی نظر میں ذلیل اور حقیر ٹھہرتا ہو تو ایسے وقت میں ثابت قدم ہو کر اپنے محبوبِ حقیقی کی طرف رُخ کر لینا اور ناہموار عزیزوں اور دوستوں اور خویشوں اور اقارب کی رفاقت چھوڑ دینا اور غربت اور بے کسی اور تنہائی کی تکلیفوں کو اپنے سر پر قبول کر لینا اور دُکھ پانے اور ذلیل ہونے اور مرنے کی کچھ پرواہ نہ کرنا حقیقت میں ایسا کام ہے کہ بجز اولوالعزم مرسلوں اور نبیوں اور صدیقوں کے جن پر فضلِ احدیت کی بارشیں ہوتی ہیں اور جو اپنے محبوب کی طرف بلا اختیار کھینچے جاتے ہیں اور کسی سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا اور حقیقت میں ایسے وقت کی ثابت قدمی اور صبر اور عبادتِ الٰہی کا ثواب بھی وہ ملتا ہے کہ جو کسی دوسرے وقت میں ہرگز نہیں مِل سکتا سو اسی جہت سے لیلۃ القدر کے ایسے ہی زمانہ میں بناء ڈالی گئی کہ جس میں بباعث سخت ضلالت کے نیکی پر قائم ہونا کسی بڑے جوانمرد کا کام تھا۔ یہی زمانہ تھا جس میں جوانمردوں کی قدر و منزلت ظاہر ہوتی ہے اور نامردوں کی ذلت بہ پایۂ ثبوت پہنچتی ہے۔ یہی پُرظلمت زمانہ ہے جو اندھیری رات کی طرح ایک خوفناک صورت میں ظاہر ہوتا ہے سو اس طغیانی کی حالت میں کہ جو بڑے اِبتلاء کا وقت ہے وہی لوگ ہلاکت سے بچتے ہیں جن پر عنایاتِ الٰہیہ کا ایک خاص سایہ ہوتا ہے پس انہی موجبات سے خدائے تعالیٰ نے اِس زمانہ کی ایک جُز کو جس میں ضلالت کی تاریکی غایت درجہ تک پہنچ چکی تھی لیلۃ القدر مقرر کیا اور پھر بعد اس کے جس سماوی برکات سے اس ضلالت

کا تدارک کیا جاتا ہے۔ اس کی کیفیت ظاہر فرمائی اور بیان فرمایا کہ اس اَرحم الراحمین کی یُوں عادت ہے کہ جب ظلمت اپنے کمال تک پہنچ جاتی ہے اور خط تاریکی کا اپنے اِنتہائی نقطہ پر جا ٹھہرتا ہے یعنی اس غایت درجہ پر جس کا نام باطنی طور پر لیلۃ القدر ہے تب خداوند تعالیٰ رات کے وقت میں کہ جس کی ظلمت باطنی ظلمت سے مشابہ ہے عالمِ ظلمانی کی طرف توجہ فرماتا ہے اور اس کے اِذنِ خاص سے ملائکہ اور رُوح القدس زمین پر اُترتے ہیں اور خلق اللہ کی اِصلاح کے لئے خدائے تعالیٰ کا نبی ظہور فرماتا ہے تب وہ نبی آسمانی نور پاکر خلق اللہ کو ظلمت سے باہر نکالتا ہے اور جب تک وہ نور اپنے کمال تک نہ پہنچ جائے تب تک ترقی پر ترقی کرتا جاتا ہے اور اسی قانون کے مطابق وہ اَولیاء بھی پَیدا ہوتے ہیں کہ جو ارشاد اور ہدایتِ خلق کے لئے بھیجے جاتے ہیں کیونکہ وہ انبیاء کے وارث ہیں سو ان کے نقشِ قدم پر چلائے جاتے ہیں۔ اَب جاننا چاہیئے کہ خدائے تعالیٰ نے اِس بات کو بڑے پُر زور الفاظ سے قرآن شریف میں بیان کیا ہے کہ دُنیا کی حالت میں قدیم سے ایک مَدّو جزر واقع ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو فرمایا ہے تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ[1] یعنی اے خدا کبھی تُو رات کو دن میں اور کبھی دن کو رات میں داخل کرتا ہے یعنی ضلالت کے غلبہ پر ہدایت اور ہدایت کے غلبہ پر ضلالت کو پَیدا کرتا ہے اور حقیقت اِس مَدّو جزر کی یہ ہے کہ کبھی بامر اللہ تعالیٰ انسانوں کے دلوں میں ایک صورت اِنقباض اور محجوبیّت کے پَیدا ہوجاتی ہے اور دُنیا کی آرائشیں اُن کو عزیز معلوم ہونے لگتی ہیں اور تمام ہمتیں اُن کی اپنی دُنیا کے درست کرنے میں اور اُس کے عیش حاصل کرنے کی طرف مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہ ظلمت کا زمانہ ہے جس کے انتہائی نقطہ کی رات لیلۃ القدر کہلاتی ہے اور وہ لیلۃ القدر ہمیشہ آتی ہے مگر کامل طور پر اُس وقت آئی تھی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا دِن آپہنچا تھا کیونکہ اس وقت تمام دُنیا پر ایسی کامل گمراہی کی تاریکی پھیل چکی تھی جس کی مانند کبھی نہیں پھیلی تھی اور نہ آئندہ کبھی پھیلے گی جب تک قیامت نہ آوے۔ غرض جب یہ ظلمت اپنے اُس انتہائی نقطہ تک پہنچ جاتی ہے کہ جو اس کے لئے مقدر ہے تو عنایتِ الٰہیہ تنویرِ عالَم کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور کوئی صاحبِ نور دُنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا جاتا ہے اور جب وہ آتا ہے تو اس کی طرف مُستعد رُوحیں کھنچی چلی آتی ہیں اور پاک فطرتیں خود بخود رُو بحق ہوتی چلی جاتی ہیں اور جیسا کہ ہرگز ممکن نہیں کہ شمع کے روشن ہونے سے پروانہ اس طرف رُخ نہ کرے ایسا ہی یہ بھی غیر ممکن ہے کہ بروقت ظہور کسی صاحبِ نور کے صاحبِ فطرتِ سلیمہ کا اس کی طرف بارادت متوجہ نہ ہو۔ اِن آیات

---

[1] سورۃ آلِ عمران : ۲۸

میں جو خدائے تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے جو بنیاد دعویٰ ہے اس کا خلاصہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت ایک ایسی ظلمانی حالت پر زمانہ آچکا تھا کہ جو آفتاب صداقت کے ظاہر ہونے کے متقاضی تھے۔ اِس جہت سے خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنے رسول کا بار بار یہی کام بیان کیا ہے کہ اس نے زمانہ کو سخت ظلمت میں پایا اور پھر ظلمت سے ان کو باہر نکالا۔

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۳۲ تا ۵۴۰)

عادت اللہ اِس طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی رسول یا نبی یا محدث اصلاحِ خلق اللہ کے لئے آسمان سے اُترتا ہے تو ضرور اس کے ساتھ اور اس کے ہمرکاب ایسے فرشتے اُترا کرتے ہیں کہ جو مستعد دلوں میں ہدایت ڈالتے ہیں اور نیکی کی رغبت دلاتے ہیں اور برابر اُترتے رہتے ہیں جب تک کفر و ضلالت کی ظلمت دُور ہو کر ایمان اور راست بازی کی صبح صادق نمودار ہو جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۔ سَلٰمٌ ۛ هِىَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ سو ملائکہ اور رُوح القدس کا تنزل یعنی آسمان سے اُترنا اسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعتِ خلافت پہن کر اور کلامِ الٰہی سے شرف پاکر زمین پر نزول فرماتا ہے۔ رُوح القدس خاص طور پر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دُنیا کے مستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں تب دُنیا میں جہاں جہاں جوہر قابل پائے جاتے ہیں سب پر اُس نور کا پرتو پڑتا ہے اور تمام عالم میں ایک نورانیت پھیل جاتی ہے اور فرشتوں کی پاک تاثیر سے خود بخود دلوں میں نیک خیال پیدا ہونے لگتے ہیں اور توحید پیاری معلوم ہونے لگتی ہے اور سیدھے دِلوں میں راست پسندی اور حق جوئی کی ایک رُوح پھونک دی جاتی ہے اور کمزوروں کو طاقت عطا کی جاتی ہے اور ہر طرف ایسی ہوا چلنی شروع ہو جاتی ہے کہ جو اس مُصلح کے مدّعا اور مقصد کو مدد دیتی ہے۔ ایک پوشیدہ ہاتھ کی تحریک سے خود بخود لوگ صلاحیت کی طرف کھسکتے چلے آتے ہیں اور قوموں میں ایک جنبش سی شروع ہو جاتی ہے تب ناسمجھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ دُنیا کے خیالات نے خود بخود راستی کی طرف پلٹا کھایا ہے لیکن درحقیقت یہ کام اُن فرشتوں کا ہوتا ہے کہ جو خلیفۃ اللہ کے ساتھ آسمان سے اُترتے ہیں اور حق کے قبول کرنے اور سمجھنے کے لئے غیر معمولی طاقتیں بخشتے ہیں۔ سوئے ہوئے لوگوں کو جگا دیتے ہیں اور مستوں کو ہوشیار کرتے ہیں اور بہروں کے کان کھولتے ہیں اور مُردوں میں زندگی کی رُوح پھونکتے ہیں اور اُن کو جو قبروں میں ہیں باہر نکال لاتے ہیں تب لوگ یک دفعہ آنکھیں کھولنے لگتے ہیں اور ان کے دلوں پر وہ باتیں کھلنے لگتی ہیں جو پہلے مخفی تھیں اور درحقیقت یہ فرشتے اس خلیفۃ اللہ سے الگ نہیں ہوتے۔ اُسی چہرہ کا نور اور اُسی کی

ہمّت کے آثار جلیہ ہوتے ہیں جو اپنی قوتِ مقناطیسی سے ہر ایک مناسبت رکھنے والے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں خواہ وہ جسمانی طور پر نزدیک ہو یا دُور ہو اور خواہ آشنا ہو یا بکلی بیگانہ اور نام تک بے خبر ہو۔ غرض اس زمانہ میں جو کچھ نیکی کی طرف حرکتیں ہوتی ہیں اور راستی کے قبول کرنے کے لئے جوش پیدا ہوتے ہیں خواہ وہ جوش ایشیائی لوگوں میں پیدا ہوں یا یورپ کے باشندوں میں یا امریکہ کے رہنے والوں میں وہ درحقیقت انہی فرشتوں کی تحریک سے جو اُس خلیفۃ اللہ کے ساتھ اُترتے ہیں ظہور پذیر ہوتے ہیں یہی الٰہی قانون ہے جس میں کبھی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔ (فتح اسلام صفحہ ۸ تا ۱۲ حاشیہ)

خدا تعالیٰ سورۃ القدر میں بیان فرماتا ہے بلکہ مومنین کو بشارت دیتا ہے کہ اُس کا کلام اور اس کا نبی لیلۃ القدر میں آسمان سے اُتارا گیا ہے اور ہر ایک مصلح اور مجدد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اُترتا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے۔ لیلۃ القدر اُس ظلمانی زمانہ کا نام ہے جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے اِس لئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اس کی ظلمت کو دُور کرے۔ اس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلۃ القدر رکھا گیا ہے مگر درحقیقت یہ رات نہیں ہے یہ ایک زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے۔ نبی کی وفات یا اس کے رُوحانی قائم مقام کی وفات کے بعد جب ہزار مہینہ جو بشری عمر کے دَور کو قریب الاختتام کرنے والا اور انسانی حواس کے الوداع کی خبر دینے والا ہے گذر جاتا ہے تو یہ رات اپنا رنگ جمانے لگتی ہے تب آسمانی کارروائی سے ایک یا کئی مصلحوں کی پوشیدہ طور پر تخم ریزی ہو جاتی ہے جو نئی صدی کے سر پر ظاہر ہونے کے لئے اندر ہی اندر تیار ہو رہے ہیں۔ اسی طرف اللہ جلّ شانہٗ اشارہ فرماتا ہے کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ یعنی اس لیلۃ القدر کے نور کو دیکھنے والا اور وقت کے مصلح کی صحبت سے شرف حاصل کرنے والا اُس اسی برس کے بڈھے سے اچھا ہے جس نے اس نورانی وقت کو نہیں پایا اور اگر ایک ساعت بھی اس وقت کو پا لیا ہے تو یہ ایک ساعت اُس ہزار مہینے سے بہتر ہے جو پہلے گذر چکے۔ کیوں بہتر ہے! اِس لئے کہ اس لیلۃ القدر میں خدا تعالیٰ کے فرشتے اور رُوح القدس اس مصلح کے ساتھ رَبِّ جلیل کے اِذن سے آسمان سے اُترتے ہیں نہ عبث طور پر بلکہ اِس لئے کہ تا مستعد دلوں پر نازل ہوں اور سلامتی کی راہیں کھولیں سو وہ تمام راہوں کے کھولنے اور تمام پردوں کے اُٹھانے میں مشغول رہتے ہیں یہاں تک کہ ظلمتِ غفلت دُور ہو کر صبح ہدایت نمودار ہو جاتی ہے۔ (فتح اسلام صفحہ ۵۴، ۵۵)

ایک نہایت لطیف نکتہ جو سُورۃ القدر کے معانی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اِس سُورت میں صاف اور صریح لفظوں میں فرما دیا ہے کہ جس وقت کوئی آسمانی مصلح

زمین پر آتا ہے تو اس کے ساتھ فرشتے آسمان سے اُتر کر مستعد لوگوں کو حق کی طرف کھینچتے ہیں پس اِن آیات کے مفہوم سے یہ جدید فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ اگر سخت ضلالت اور غفلت کے زمانہ میں یک دفعہ ایک خارق عادت طور پر انسانوں کے قویٰ میں خودبخود مذہب کی تفتیش کی طرف حرکت پیدا ہونی شروع ہو جائے تو وہ اِس بات کی علامت ہوگی کہ کوئی آسمانی مصلح پیدا ہوگیا ہے کیونکہ بغیر رُوح القدس کے نزول کے وہ حرکت پیدا ہونا ممکن نہیں اور وہ حرکت حسبِ استعداد وطبائع دو قسم کی ہوتی ہے حرکتِ تامہ اور حرکتِ ناقصہ۔ حرکتِ تامہ وہ حرکت ہے جو رُوح میں صفائی اور سادگی بخش کر اور عقل اور فہم کو کافی طور پر تیز کر کے رُوبحق کر دیتا ہے اور حرکتِ ناقصہ وہ ہے جو رُوح القدس کی تحریک سے عقل اور فہم تو کسی قدر تیز ہو جاتا ہے مگر بباعث عدمِ سلامت استعداد کے وہ رُوبحق نہیں ہو سکتا بلکہ مصداق اِس آیت کا ہو جاتا ہے کہ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا[1] یعنی عقل اور فہم کے جنبش میں آنے سے پچھلی حالت اُس شخص کی پہلی حالت سے بدتر ہو جاتی ہے جیسا کہ تمام نبیوں کے وقت میں یہی ہوتا رہا کہ جب اُن کے نزول کے ساتھ ملائک کا نزول ہوا تو ملائکہ کی اندرونی تحریک سے ہر ایک طبیعت عام طور پر جنبش میں آگئی تب جو لوگ راستی کے فرزند تھے وہ اُن راست بازوں کی طرف کھینچے چلے آئے اور جو شرارت اور شیطان کی ذرّیت تھے وہ اس تحریک سے خوابِ غفلت سے جاگ تو اُٹھے اور دینیات کی طرف متوجہ بھی ہو گئے لیکن بباعث نقصان استعداد حق کی طرف رُخ نہ کر سکے۔ سو فعل ملائک کا جو ربّانی مصلح کے ساتھ اُترتے ہیں ہر ایک انسان پر ہوتا ہے لیکن اِس فعل کا نیکوں پر نیک اثر اور بدوں پر بد اثر پڑتا ہے ؎

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست ✤ در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

اور جیسا کہ ہم ابھی اُوپر بیان کر چکے ہیں یہ آیتِ کریمہ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا اسی مختلف طور کے اثر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر نبی کے نزول کے وقت ایک لیلۃ القدر ہوتی ہے جس میں وہ نبی اور وہ کتاب جو اس کو دی گئی ہے آسمان سے نازل ہوتی ہے اور فرشتے آسمان سے اُترتے ہیں لیکن سب سے بڑی لیلۃ القدر وہ ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی ہے۔ درحقیقت اس لیلۃ القدر کا دامن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے قیامت تک پھیلا ہوا ہے اور جو کچھ انسانوں میں دلی اور دماغی قویٰ کی جنبش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک ہو رہی ہے وہ لیلۃ القدر کی تاثیریں ہیں

---

[1] سُورۃ البقرۃ : ۱۱

صرف اِتنا فرق ہے کہ سعیدوں کے عقلی قوای میں کامل اور مستقیم طور پر وہ جنبشیں ہوتی ہیں اور اشقیاء کے عقلی قوای ایک کج اور غیر مستقیم طور سے جنبش میں آتی ہیں اور جس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نائب دُنیا میں پیدا ہوتا ہے تو یہ تحریکیں ایک بڑی تیزی سے اپنا کام کرتی ہیں بلکہ اُسی زمانہ سے کہ وہ نائب رحمِ مادر میں آوے پوشیدہ طور پر انسانی قوای کچھ کچھ جنبش شروع کرتی ہیں اور حسبِ استعداد اُن میں ایک حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور اس نائب کو نیابت کے اختیارات ملنے کے وقت تو وہ جنبش نہایت تیز ہو جاتی ہے۔ پس نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزول کے وقت جو لیلۃ القدر مقرر کی گئی ہے وہ درحقیقت اس لیلۃ القدر کی ایک شاخ ہے یا یُوں کہو کہ اس کا ایک ظِل ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہے۔ خداتعالیٰ نے اس لیلۃ القدر کی نہایت درجہ کی شان بلند کی ہے جیساکہ اس کے حق میں یہ آیتِ کریمہ ہے کہ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيمٍ[1] یعنی اس لیلۃ القدر کے زمانہ میں جو قیامت تک ممتد ہے ہر ایک حکمت اور معرفت کی باتیں دُنیا میں شائع کر دی جائیں گی اور انواع واقسام کے علومِ غریبہ وفنونِ نادرہ وصناعاتِ عجیبہ صفحۂ عالَم میں پھیلا دئے جائیں گے اور انسانی قوای میں موافق ان کی مختلف استعدادوں اور مختلف قسم کے امکان بسطتِ علم اور عقل کے جو کچھ لیاقتیں مخفی ہیں یا جہاں تک وہ ترقی کرسکتے ہیں سب کچھ بمنصۂ ظہور لایا جائے گا لیکن یہ سب کچھ ان دنوں میں پُرزور تحریکوں سے ہوتا رہے گا کہ جب کوئی نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں پیدا ہوگا۔ درحقیقت اِسی آیت کو سورۃ الزلزال میں مفصّل طور پر بیان کیا گیا ہے کیونکہ سورۃ الزلزال سے پہلے سورۃ القدر نازل کرکے یہ ظاہر فرمایا گیا ہے کہ سُنّت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ خدائے تعالیٰ کا کلام لیلۃ القدر میں ہی نازل ہوتا ہے اور اس کا نبی لیلۃ القدر میں ہی دُنیا میں نزول فرماتا ہے اور لیلۃ القدر میں ہی وہ فرشتے اُترتے ہیں جن کے ذریعہ سے دُنیا میں نیکی کی طرف تحریکیں پیدا ہوتی ہیں اور وہ ضلالت کی پُرظلمت رات سے شروع کرکے طلوعِ صبحِ صداقت تک اسی کام میں لگے رہتے ہیں کہ مستعد دِلوں کو سچّائی کی طرف کھینچتے رہیں۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۰۱ تا ۱۱۱)

خدائے تعالیٰ نے میرے پر یہ نکتہ معارفِ قرآنیہ کا ظاہر کیا کہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ کے صرف یہی معنی نہیں کہ ایک بابرکت رات ہے جس میں قرآن شریف اُترا بلکہ باوجود ان معنوں کے جو بجائے خود صحیح ہیں اس آیت کے بطن میں دوسرے معنے بھی ہیں جو رسالہ فتح اسلام میں درج کئے گئے ہیں۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۱۳، ۳۱۴)

---

[1] سورۃ الدخان : ۵

خدائے تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا ہے کہ پہلے معنے لیلۃ القدر کے جو علماء کرتے ہیں وہ بھی مسلّم اور بجا ہیں اور ساتھ اُن کے یہ بھی معنے ہیں اور ان دونوں میں کچھ منافات نہیں۔ قرآن شریف ظہر بھی رکھتا ہے اور بطن بھی اور صدہا معارف اس کے اندر پوشیدہ ہیں پس اگر اس عاجز نے تفہیم الٰہی سے لیلۃ القدر کے یہ معنے کئے تو کہاں سے سمجھا گیا کہ پہلے معنوں سے انکار کیا ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ خیرالقرون نہیں کہلاتا ؟ کیا اس زمانہ کی عبادات ثواب میں بڑھ کر نہیں تھیں ؟ کیا اس زمانہ میں نصرتِ دین کے لئے فرشتے نازل نہیں ہوتے تھے ؟ کیا رُوح الامین نازل نہیں ہوتا تھا ؟ پس ظاہر ہے کہ لیلۃ القدر کے تمام آثار و انوار و برکات اُس زمانہ میں موجود تھے۔ ایک ظلمت بھی تھی جس کے دُور کرنے کے لئے یہ انوار و ملائک اور رُوح الامین اور طرح طرح کی روشنی نازل ہو رہی تھی۔ پھر اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقدس زمانہ کا نام بھی الہامِ الٰہی سے لیلۃ القدر ظاہر کیا گیا تو اس سے کونسی قباحت لازم آگئی ؟ جو شخص قرآن شریف کے ایک معنی کو مسلّم رکھ کر ایک دوسرا لطیف نکتہ اس کا بیان کرتا ہے تو کیا اس کا نام مُلحد رکھنا چاہیئے ؟ اس خیال کے آدمی بلاشبہ قرآن شریف کے دشمن اور اس کے اعجاز کے منکر ہیں۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۰، ۴۲۱)

زمانہ کے فساد کے وقت جب کوئی مصلح آتا ہے اُس کے ظہور کے وقت پر آسمان سے ایک اِنتشار روحانیت ہوتا ہے یعنی اس کے اُترنے کے ساتھ زمین پر بھی ایک نور اُترتا ہے اور مُستعد دلوں پر نازل ہوتا ہے تب دُنیا خودبخود بشرط استعداد نیکی اور سعادت کے طریقوں کی طرف رغبت کرتی ہے اور ہر ایک دل تحقیق اور تدقیق کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور نامعلوم اسباب سے طلبِ حق کے لئے ہر ایک طبیعتِ مستعدہ میں ایک حرکت پیدا ہوتی ہے۔ غرض ایک ایسی ہَوا چلتی ہے جو مستعد دلوں کو آخرت کی طرف ہلا دیتی ہے اور سوئی ہوئی قوتوں کو جگا دیتی ہے اور زمانہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک اِنقلابِ عظیم کی طرف حرکت کر رہا ہے۔ سو یہ علامتیں اس بات پر شاہد ہوتی ہیں کہ وہ مصلح دُنیا میں پیدا ہو گیا پھر جس قدر آنے والا مصلح عظیم الشان ہو غیبی تحریکات قوت سے مستعد دلوں میں اپنا کام کرتی ہیں ہر ایک سعید الفطرت جاگ اُٹھتا ہے اور نہیں جانتا ہے کہ اس کو کس نے جگایا۔ ہر ایک صحیح الجبلت اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے اور نہیں معلوم کر سکتا کہ یہ تبدیلی کیونکر پیدا ہوئی۔ غرض ایک جنبش سی دِلوں میں شروع ہو جاتی ہے اور نادان خیال کرتے ہیں کہ یہ جنبش خودبخود پیدا ہو گئی لیکن درپردہ ایک رسول یا مجدّد کے ساتھ یہ انوار نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم اور احادیث کی رُو سے یہ امر نہایت انکشاف کے ساتھ ثابت ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۔ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۔ ہم نے اِس کتاب اور اس نبی کو لیلۃ القدر میں اُتارا ہے اور تُو جانتا ہے کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے۔ لیلۃ القدر ہزار مہینہ سے بہتر ہے اس میں فرشتے اور رُوح القدس اپنے رب کے اذن سے اُترتے ہیں اور وہ ہر یک امر میں سلامتی کا وقت ہوتا ہے یہاں تک کہ فجر ہو۔ اب اگرچہ مسلمانوں کے ظاہری عقیدہ کے موافق لیلۃ القدر ایک متبرک رات کا نام ہے مگر جس حقیقت پر خدا تعالیٰ نے مجھ کو مطلع کیا ہے وہ یہ ہے کہ علاوہ ان معنوں کے جو مسلّم قوم ہیں لیلۃ القدر وہ زمانہ بھی ہے جب دُنیا میں ظلمت پھیل جاتی ہے اور ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہوتی ہے تب وہ تاریکی بالطّبع تقاضا کرتی ہے کہ آسمان سے کوئی نور نازل ہو۔ سو خدا تعالیٰ اس وقت اپنے نورانی ملائکہ اور رُوح القدس کو زمین پر نازل کرتا ہے اُسی طور کے نزول کے ساتھ جو فرشتوں کی شان کے ساتھ مناسبِ حال ہے۔ تب رُوح القدس تو اس مجدّد اور مصلح سے تعلق پکڑتا ہے جو اجتباء اور اصطفاء کی خلعت سے مشرّف ہو کر دعوتِ حق کے لئے مامور ہوتا ہے اور فرشتے ان تمام لوگوں سے تعلق پکڑتے ہیں جو سعید اور رشید اور مستعد ہیں اور ان کو نیکی کی طرف کھینچتے ہیں اور نیک توفیقیں ان کے سامنے رکھتے ہیں تب دنیا میں سلامتی اور سعادت کی راہیں پھیلتی ہیں اور ایسا ہی ہوتا رہتا ہے جب تک دین اپنے کمال کو پہنچ جائے جو اس کے لئے مقدّر کیا گیا ہے۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے اِس سورۂ مبارکہ میں صاف اور صریح لفظوں میں فرما دیا کہ جب کوئی مصلح خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے تو ضرور دلوں کو حرکت دینے والے ملائکہ زمین پر نازل ہوتے ہیں تب ان کے نزول سے ایک حرکت اور تموّج دلوں میں نیکی اور راہِ حق کی طرف پیدا ہو جاتا ہے۔ پس ایسا خیال کرنا کہ یہ حرکت اور یہ تموّج بغیر ظہور مصلح کے خود بخود پیدا ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ کی پاک کلام اور اس کے قدیم قانونِ قدرت کے مخالف ہے اور ایسے اقوال صرف اُن لوگوں کے مُنہ سے نکلتے ہیں جو الٰہی اسرار سے بیخبر محض اور صرف اپنے بے بنیاد اوہام کے تابع ہیں بلکہ یہ تو آسمانی مصلح کے پیدا ہونے کی علاماتِ خاصّہ ہیں اور اس آفتاب کے گرد ذرّات کی مانند ہیں۔ ہاں اِس حقیقت کو دریافت کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔ ایک دُنیا دار کی دُود آمیز نظر اس نور کو دریافت نہیں کر سکتی۔ دینی صداقتیں اس کی نظر میں ایک ہنسی کی بات ہے اور معارفِ الٰہی اس کے خیال میں بیوقوفیاں ہیں۔

(شہادت القرآن صفحہ ۱۷ تا ۱۹)

فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ فِيْ هٰذِهِ السُّوْرَةِ اِنَّ الْمَلَائِكَةَ وَالرُّوْحَ تَنَزَّلُوْنَ فِيْ تِلْكَ

ترجمہ از مرتّب :۔ اِس سُورت میں اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے کہ ملائکہ اور رُوح لیلۃ القدر میں

اللیلۃ باذن ربھم ویمکثون فی الارض الی مطلع الفجر فاذا نزلت الملائکۃ کلھم فی تلک اللیلۃ الی الارض فلزم بناء علی اعتقادک ان تبقی السماء کلھا خالیۃ بعد نزولھم
.... وانت
تعلم ان الرشد قد تبین من الغی ولن تستطیع ان تخرج لنا حدیثا دالا علی ان السماء تبقی خالیۃ بعد نزول الملائکۃ الی الارض۔ (حمامۃ البشرٰی صفحہ ٦٦)

والحق ان للملک لمۃ بقلب بنی آدم وللشیاطین لمۃ فاذا اراد اللہ ان یبعث مصلحا من رسول او نبی او محدث فیقوی لمۃ الملک ویجعل استعدادات الناس قریبۃ لقبول الحق ویعطیھم عقلا وفھما وھمۃ وقوۃ تحمل المصائب ونور فھم القرآن ما کانت لھم قبل ظھور ذلک المصلح فتصفی الاذھان وتتقوی العقول وتعلو الھمم ویجد کل احد کانہ اوقظ من نومہ وکان نورا ینزل من غیب علی قلبہ وکان معلما قام بباطنہ ویکون الناس کان اللہ بدل مزاجھم وطبیعتھم وشحذ اذھانھم

اپنے رب کے اِذن سے اُترتے ہیں اور طلوعِ فجر تک زمین میں ہی ٹھہرتے ہیں اور جب اس رات تمام کے تمام فرشتے زمین پر اُتر گئے تو تمہارے اعتقاد کے مطابق یہ لازم آیا کہ سارے کا سارا آسمان ان کے نزول کے بعد خالی ہو جائے اور تمہیں معلوم ہے کہ ہدایت گمراہی سے الگ ہو گئی ہے اور تم اِس بات پر طاقت نہیں رکھتے کہ کوئی ایسی حدیث پیش کر سکو جو اس بات پر دلالت کرے کہ زمین پر فرشتوں کے نزول کے بعد آسمان خالی ہو جاتا ہے۔ (حمامۃ البشرٰی صفحہ ٦٦)

ترجمہ از مرتب:- حق بات یہ ہے کہ فرشتے بنی آدم کے دلوں پر اُترتے ہیں اور اِسی طرح شیاطین بھی۔ پس جب اللہ تعالیٰ کسی مصلح یعنی رسول، نبی یا محدّث کو دُنیا میں مبعوث کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ فرشتوں کے نزول کو قوت دیتا ہے اور لوگوں کی استعدادوں کو قبولِ حق کے قریب کر دیتا ہے اور انہیں عقل، فہم، ہمت اور مصائب کو برداشت کرنے والی قوت عطا کرتا ہے اور فہمِ قرآن کا وہ نور بخشتا ہے جو اس مصلح کے ظہور سے قبل انہیں حاصل نہیں تھا پس ذہن صاف ہو جاتے ہیں اور عقلیں تقویت پکڑتی ہیں اور ہمتیں بلند ہو جاتی ہیں اور ہر شخص یُوں محسوس کرتا ہے کہ گویا اُسے نیند سے بیدار کر دیا گیا ہے اور یہ کہ غیب سے ایک نور اس کے قلب پر نازل ہو رہا ہے اور کوئی معلّم اس کے خود اندر سے کھڑا ہو گیا ہے اور لوگوں کی حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ان کے مزاج اور ان کی طبیعت کو بدل دیا ہے اور

وَأَفْكَارَهُمْ فَإِذَا ظَهَرَتْ وَاجْتَمَعَتْ هٰذِهِ الْعَلَامَاتُ كُلُّهَا فَتَدُلُّ بِدَلَالَةٍ قَطْعِيَّةٍ عَلٰى أَنَّ الْمُجَدِّدَ الْأَعْظَمَ قَدْ ظَهَرَ وَالنُّوْرُ النَّازِلُ قَدْ نَزَلَ وَإِلٰى هٰذَا أَشَارَ سُبْحَانَهٗ فِيْ سُوْرَةِ الْقَدْرِ۔ وَقَالَ۔ إِنَّآ أَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ۔ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔ وَأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ وَالرُّوْحَ لَا يَنْزِلُوْنَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَتَعَالَى اللّٰهُ عَنْ أَنْ يُّرْسِلَهُمْ عَبَثًا وَبَاطِلًا فَإِرْسَالُ الرُّوْحِ هٰهُنَا إِشَارَةٌ إِلٰى بَعْثِ نَبِيٍّ أَوْ مُرْسَلٍ أَوْ مُحَدَّثٍ يُلْقٰى ذٰلِكَ الرُّوْحُ عَلَيْهِ وَإِرْسَالُ الْمَلَائِكَةِ إِشَارَةٌ إِلٰى نُزُوْلِ مَلَائِكَةٍ يَجْذِبُوْنَ النَّاسَ إِلَى الْحَقِّ وَالْهِدَايَةِ وَالثَّبَاتِ وَالْاِسْتِقَامَةِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ أُخَرَ إِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ أٰمَنُوْا أَيْ هَاتُوْا قُلُوْبَهُمْ وَحَبِّبُوْا إِلَيْهِمُ الْإِيْمَانَ وَالثَّبَاتَ وَالْاِسْتِقَامَةَ فَهٰذَا فِعْلُ الْمَلَائِكَةِ إِذَا نَزَلُوْا فَفِيْ سُوْرَةِ الْقَدْرِ إِشَارَةٌ إِلٰى أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ وَعَدَ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ أَنَّهٗ لَا يُضِيْعُهُمْ أَبَدًا بَلْ إِذَا مَا

ان کے اذہان اور افکار کو تیز کر دیا ہے۔ پس جب یہ علامات ظاہر ہو جائیں اور سب کی سب جمع ہو جائیں تو وہ اِس بات پر قطعی دلالت کریں گی کہ مجدّدِ اعظم ظاہر ہو گیا ہے اور نازل ہونے والا نور اُتر آیا ہے چنانچہ اسی کی طرف اللہ سبحانہٗ نے سورۃ القدر میں اشارہ فرمایا ہے اور کہا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ۔ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔ اور یہ بات آپ کو معلوم ہے کہ ملائکہ اور رُوح حق لے کر ہی نازل ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے کہ وہ فرشتوں کو عبث اور باطل طور پر بھیجے۔ پس ارسالِ رُوح سے اِس مقام پر کسی نبی کے مبعوث ہونے یا کسی مُرسل اور محدّث کے بھیجے جانے کی طرف اشارہ ہے۔ یہ رُوح اس پر ڈالی جاتی ہے اور ارسالِ ملائکہ سے نزولِ ملائکہ کی طرف اشارہ ہے جو لوگوں کو حق، ہدایت اور ثابت قدمی کی طرف لاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ایک اَور مقام پر فرماتا ہے اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنی جب تیرا ربّ فرشتوں کو وحی کر رہا تھا کہ مَیں تمہارے ساتھ ہوں پس تم مومنوں کو ثابت قدم بناؤ۔ یہاں فَثَبِّتُوْا سے مراد یہ ہے کہ فرشتوں کو حکم تھا کہ مومنوں کے دلوں کو مضبوط بناؤ اور ان کے دلوں میں ایمان، ثباتِ قدم اور استقامت محبوب بنا دو۔ یہ کام فرشتوں کا ہے جب وہ نازل ہوتے ہیں۔ پس سورۃ القدر میں اِس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس اُمّت کے لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ انہیں کبھی ضائع نہیں

ضَلُّوْا وَسَقَطُوْا فِیْ ظُلُمَاتٍ یَاْتِیْ عَلَیْھِمْ لَیْلَةُ الْقَدْرِ وَیَنْزِلُ الرُّوْحُ اِلَی الْاَرْضِ یَعْنِیْ یُلْقِیْہِ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَبْعَثُہٗ مُجَدِّدًا وَیَنْزِلُ مَعَ الرُّوْحِ مَلَائِکَةٌ یَجْذِبُوْنَ قُلُوْبَ النَّاسِ اِلَی الْحَقِّ وَالْھِدَایَةِ فَلَا تَنْقَطِعُ ھٰذِہِ السِّلْسِلَةُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۹۲، ۹۳)

جب مامور مامور ہو کر آتا ہے تو بے شمار فرشتے اس کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور دلوں میں اسی طرح نیک اور پاک خیالات کو پیدا کرتے ہیں جیسے اس سے پہلے شیاطین بُرے خیالات پیدا کیا کرتے ہیں اور یہ سب مامور کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کیونکہ اسی کے آنے سے یہ تحریکیں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح فرمایا اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ۔ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ الآیہ خدا تعالیٰ نے مقدر کیا ہوا ہوتا ہے کہ مامور کے زمانہ میں ملائک نازل ہوں۔ کیا یہ کام بغیر امدادِ الٰہی کہیں ہو سکتا ہے؟ کیا یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ ایک شخص خود بخود اُٹھے اور کسرِ صلیب کر ڈالے۔ نہیں۔ ہاں اگر خدا اُسے اُٹھاوے تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

(الحکم جلد ۷، ۱۵ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۶)

ایک لیلۃ القدر تو وہ ہے جو پچھلے حصہ رات میں ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تجلّی فرماتا ہے اور ہاتھ پھیلاتا ہے کہ کوئی دعا کرنے والا اور استغفار کرنے والا ہے جو میں اس کو قبول کروں لیکن ایک معنے اس کے اور ہیں جس سے بدقسمتی سے علماء مخالف اور منکر ہیں اور وہ یہ ہیں کہ ہم نے قرآن کو ایسی رات میں اُتارا ہے کہ تاریک و تار تھی اور وہ ایک مستعد مصلح کی خواہاں تھی۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جبکہ اس نے فرمایا مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ[1] پھر جب انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ تاریکی ہی میں پڑا رہے۔ ایسے زمانے میں بالطبع اس کی ذات جوش مارتی ہے کہ کوئی مصلح پیدا ہو۔ پس اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ اس زمانہ ضرورت بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کرے گا بلکہ جب وہ گمراہ ہو جائیں گے اور اندھیروں میں گر جائیں گے تو ان پر لیلۃ القدر کا زمانہ آئے گا اور رُوح زمین پر نازل ہوگا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے گا اسے اُتارے گا اور اسے مجدّد بنا کر مبعوث فرمائے گا اور رُوح کے ساتھ ملائکہ بھی نازل ہوں گے جو لوگوں کے دلوں کو حق اور ہدایت کی طرف کھینچ کر لائیں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۹۲، ۹۳)

---

[1] سورۃ الذّٰریٰت : ۵۷

کی ایک اَور دلیل ہے۔ (الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۷ مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۰۶ء صفحہ ۴)

ہم لیلۃ القدر کے دونوں معنوں کو مانتے ہیں ایک وہ جو عُرفِ عام میں ہیں کہ بعض راتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خدا تعالیٰ اُن میں دعائیں قبول کرتا ہے اور ایک اس سے مراد تاریکی کے زمانہ کی ہے جس میں عام ظلمت پھیل جاتی ہے حقیقی دین کا نام ونشان نہیں رہتا۔ اس میں جو شخص خدا تعالیٰ کے سچے متلاشی ہوتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں وہ بڑے قابلِ قدر ہوتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک بادشاہ ہو اور اس کا ایک بڑا لشکر ہو دشمن کے مقابلہ کے وقت سب لشکر بھاگ جاوے اور صرف ایک یا دو آدمی رہ جاویں اور انہیں کے ذریعہ سے اسے فتح حاصل ہو تو اب دیکھ لو کہ ان ایک یا دو کی بادشاہ کی نظر میں کیا قدر ہوگی پس اِس وقت جبکہ ہر طرف دہریت پھیلی ہوئی ہے کوئی تو قول سے اور کوئی عمل سے خدا تعالیٰ کا انکار کر رہا ہے ایسے وقت میں جو خدا تعالیٰ کا حقیقی پرستار ہوگا وہ بڑا قابلِ قدر ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بھی لیلۃ القدر کا زمانہ تھا۔ اس وقت کی تاریکی اور ظلمت کی بھی کوئی انتہاء نہ تھی۔ ایک طرف یہود گمراہ۔ ایک طرف عیسائی گمراہ۔ ادھر ہندوستان میں دیوتا پرستی، آتش پرستی وغیرہ۔ گویا سب دُنیا میں بگاڑ پھیلا ہوا تھا۔ اس وقت بھی جبکہ ظلمت انتہاء کو پہنچ گئی تھی تو اس نے تقاضا کیا تھا کہ ایک نور آسمان سے نازل ہو سو وہ نور جو نازل ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات تھی۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب ظلمت اپنے کمال کو پہنچتی ہے تو وہ نور کو اپنی طرف کھینچتی ہے جیسے کہ چاند کی ۲۹ تاریخ ہو جاتی ہے اور رات بالکل اندھیری ہوتی ہے تو نئے چاند کے نکلنے کا وقت ہوتا ہے تو اُس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے لیلۃ القدر کے نام سے موسوم کیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

اِسی طرح جب نور اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو پھر وہ گھٹنا شروع ہوتا ہے جیسے کہ چاند کو دیکھتے ہو اور اسی طرح سے یہ قیامت تک رہے گا کہ ایک وقت نور کا غلبہ ہوگا اور ایک وقت ظلمت کا۔

(البدر جلد ۳ نمبر ۲ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۰۴ء صفحہ ۳، ۴)

قرآن شریف میں جو لیلۃ القدر کا ذکر آیا ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے یہاں لیلۃ القدر کے تین معنی ہیں اوّل تو یہ کہ رمضان میں ایک رات لیلۃ القدر کی ہوتی ہے دوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بھی ایک لیلۃ القدر تھا یعنی سخت جہالت اور بے ایمانی کی تاریکی کے زمانہ میں وہ آیا جبکہ ملائکہ کا نزول ہوا کیونکہ نبی دُنیا میں اکیلا نہیں آتا بلکہ وہ بادشاہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ لاکھوں کروڑوں ملائکہ کا لشکر ہوتا ہے جو ملائک اپنے کام میں لگ جاتے ہیں اور لوگوں کے دلوں کو نیکی کی طرف کھینچتے

ہیں۔ سوم لیلۃ القدر انسان کے لئے اس کا وقتِ اصفیٰ ہے۔ تمام وقت یکساں نہیں ہوتے بعض وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہؓ کو کہتے کہ اَرِحْنَا یَا عَائِشَۃُ یعنی اے عائشہ مجھ کو راحت و خوشی پہنچا اور بعض وقت آپؐ بالکل دعا میں مصروف ہوتے جیسا کہ سعدیؒ نے کہا ہے ؎

وقتے چنیں بُودے کہ بجبرائیل ومیکائیل پرداختے ودیگر وقت با حفصہ و زینب در ساختے

جتنا جتنا اِنسان خدا کے قریب آتا ہے یہ وقت اسے زیادہ میسر آتا ہے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۳۲ مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۳، ۱۴)

جب آسمان سے مقرر ہو کر ایک نبی یا رسول آتا ہے تو اس نبی کی برکت سے عام طور پر ایک نور حسبِ مراتب استعدادات آسمان سے نازل ہوتا ہے اور انتشارِ رُوحانیت ظہور میں آتا ہے تب ہر ایک شخص خوابوں کے دیکھنے میں ترقی کرتا ہے اور الہام کی استعداد رکھنے والے الہام پاتے ہیں اور رُوحانی امور میں عقلیں بھی تیز ہو جاتی ہیں کیونکہ جیسا کہ جب بارش ہوتی ہے ہر ایک زمین کچھ نہ کچھ اس سے حصّہ لیتی ہے ایسا ہی اس وقت ہوتا ہے جب رسول کے بھیجنے سے بہار کا زمانہ آتا ہے تب ان ساری برکتوں کا موجب دراصل وہ رسول ہوتا ہے اور جس قدر لوگوں کو خوابیں یا الہام ہوتے ہیں دراصل ان کے کُھلنے کا دروازہ وہ رسول ہوتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ دُنیا میں ایک تبدیلی واقع ہوتی ہے اور آسمان سے عام طور پر ایک روشنی اُترتی ہے جس سے ہر ایک شخص حسبِ استعداد حصّہ لیتا ہے وہی روشنی خواب اور الہام کا موجب ہو جاتی ہے اور نادان خیال کرتا ہے کہ میرے ہُنر سے ایسا ہؤا ہے مگر وہ چشمہ الہام اور خواب کا صرف اس نبی کی برکت سے دُنیا پر کھولا جاتا ہے اور اس کا زمانہ ایک لیلۃ القدر کا زمانہ ہوتا ہے جس میں فرشتے اُترتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ جب سے خدا نے دُنیا پیدا کی ہے یہی قانونِ قدرت ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷ حاشیہ)